Journal of Languages, Culture and Civilization

Volume 5, Issue 2, June 2023, Pages: 89-100

Homepage: http: jlcc.spcrd.org **ISSN(P):** 2708-3748

Dr. A. B Ashraf as a Pen Sketcher: An Analytical Study

Muhammad Ashraf [a], **Muhammad Ibrahim** [b], **Muhammad Sultan**[c]

[a] Assistant Professor, Department of Urdu, Emerson University Multan.
[b] M.Phil Scholar, Department of Urdu, Emerson University Multan.
[c] M.Phil Scholar, Department of Urdu, Emerson University Multan.

Corresponding author's email: ashrafmalik8033@gmail.com

Received: 15 March 2023, **Published:** 28 June 2023

Abstract:

Dr. A.B. Ashraf is a well-known and well-grounded researcher of Urdu literature. He is an authentic critic, fiction writer, travel writer and educationist. B. Ashraf's pen sketches are outstanding. The main reason for its popularity is pen sketches of ancient and modern poets, scholars and writers. By his pen portraits, B. Ashraf gave new breaths to the ancient civilization, culture of Multan, both classical and modern poets. His readers are privileged to know the history of Multan by his pen portraits. Humorous incidents, ironic statements and exquisite dialogues make them captivating. "Kesy Kesy Log" is the masterpiece of Dr.A.B. Ashraf. The depiction of writers, the magnificent combination of Siraiki and Urdu phrases, dance, ecstasy, charm of literary gatherings, alluring imagery, elegant style and poetic episodes enhance its excellence. This magnum opus is of great importance in preserving the name of Dr. AB Ashraf alive and exuberant in the tradition of Urdu pen sketching.

Keywords:

Dr. A. B. Ashraf, Sketch and Pen sketching, kinds of sketches, Multani civilization and culture. Fascinating conversations, Humorous and ironical events

DOI Number: 10.47067/jlcc.v5i2.175

© 2023 The authors. Published by SPCRD Global publishing. This is an open access article under the Creative Commons Attributions-NonCommercial 4.0

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف ایک م معروف وعتبر محقق ، نقاد ، افسانہ نگار ، سفر نامہ نگار اور ماہر تعلیم ہیں ۔ انہوں نے اپنی تدریسی خدمات کاآغاز بہاولنگر کالج سے کیا ۔ ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے نہ صرف پاکستان میں علمی ، ادبی ، تدریسی و تصنیفی بلکہ غیر ملک ترکی (انقرہ یونیورسٹی) میں بھی خاصی تدریسی وتصنیفی خدمات سرانجام دیں اورملک پاکستان کے ساتھ ساتھ ترکی میں بھی اُردو کابیج بویا اور دوررس ثمرات حاصل کیے۔ڈاکٹر اے ۔بی اشرف مختلف اوقات میں تعلیمی اداروں میں کلیدی عہدوں پر تعینات رہے مگر انہوں نے تمام مسائل خوش سے اسلوبی سے نمٹائے ۔ علمی وتدریسی اورادبی خدمات کے ساتھ ساتھ وہ ایک بڑے تخلیق کار بھی ہیں اور اب تک ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے مختلف اوقات میں تقریباً اٹھائیس کتب تصنیف وتالیف کیں ہیں ۔ " ذوق دشت نوردی " " ہوس سیرو وتماشا" ،"کچھ نئے وپرانے شاعر " ، "اردو سٹیج ڈرامہ " ، "مسائل ادب ، تنقید وتجزیہ " اور "آغا حشر اوران کا فن " اے بی اشرف کی کلیدی تصانیف ہیں ۔ ڈاکٹر اے بی اشرف نے مختلف اصناف ِنثر میں طبع آزمائی کی ۔ وہ افسانہ نگار اورسفر نامہ نگار کے ساتھ ساتھ ممتاز خاکہ نگار بھی ہیں ۔ "کیسے کیسے لوگ " چالیس خاکوں کا مجموعہ تصنیف ہے جو ایک خوبصورت فن پارہ ہے ۔

خاکہ غیر افسانوی صنف نثر ہے ۔ اس میں کسی ایک یا کئی شخصیتوں کی قلمی تصویر کشی کی جاتی ہے ۔ یہ تصویر اس قدر مکمل ومنفرد ہوتی ہے کہ اس میں شخصیت کے تمام پہلو سما جاتے ہیں ۔ا س صنف میں نہ صرف شکل وشبہات نمود ونمائش اورسراپا نگاری کی جاتی ہے بلکہ اس شخصیت کے افکار وعادات ، عقائد ونظریات ، کردار الغرض تمام پہلوؤں کو مختصر اً اورجامع الفاظ میں صفحہ قرطاس پر پھیلا دیا جاتا ہے ۔ خاکہ میں صرف ایک پہلو کو نمایاں نہیں کیا جاتا بلکہ شخصیت کے چیدہ چیدہ پہلوؤں کوبیان کرکے شخصیت کی لفظی تصویر کشی کی جاتی ہے یہ تصویر کشی اس انداز والفاظ میں کی جاتی ہے گویا جیسے چلتی پھرتی تصویر ہوتی ہے ۔ اس لیے خاکہ نگاری کی کوئی ثقہ بند اورحتمی تعریف نہیں کی جاسکتی ۔ مختلف ماہرین ِادب نے خاکہ کی مختلف تعریفات کیں ہیں جس میں مختلف پہلوؤں کو نمایاں کیاگیا ہے مثلاً ڈاکٹر صابرہ سعید خاکہ نگاری کی تعریف یوں کرتی ہیں ۔

> " خاکہ انگریزی اصطلاح Sketchکامتبادل ہے لفظی مفہوم میں خاکہ کسی موضوع کے ابتدائی نقوش کو کہیں گے جس کی بنیاد پر کسی شے کی مکمل بت گری ممکن ہو ۔" (۱)

ڈاکٹر صابرہ سعید اس خاکہ کو ایک بنیادی چیز قرار دیتی ہیں جس کو مدنظر رکھ کرکسی چیز کی بنیاد کھڑی کی جاتی ہے جیسے بت تراش ، بت بنانے سے پہلے اپنے ذہن میں کوئی نقشہ تخلیق کرتا ہے لیکن ڈاکٹر سلیم اختر اس میں ذرا مختلف انداز میں خاکہ کی تعریف کرتے ہیں ۔

> " انگریزی Sketchکے لیے مستعمل اصطلاح خاکہ اس مختصر تحریر کے لیے استعمال ہوتی ہے جو کسی فرد کے بارے میں شخصی تعلقات ، نجی کوائف اورذاتی احوال پر مبنی ہو ۔" (۲)

ڈاکٹر سلیم اختر اس میں تین پہلوؤں پر زور دیتے نظر آتے ہیں وہ سب سے پہلے اختصار پر توجہ دیتے ہیں کہ خاکہ مختصر ہو ،دوسرا اس شخص کے تعلقات کس قسم کے ہیں اوراس کالوگوں کے ساتھ انداز گفتگو اورچال چلن کاحال رقم ہو اورتیسرا پہلو یہ ہے کہ اس خاکے میں موصوف کے ذاتی احوال ومعاملات کاتذکرہ ہو ۔ رفع الدین ہاشمی خاکے کی وضاحت اس طرح کی ہے ۔

" ایک اچھے خاکے میں ہم کسی شخص کے بنیادی مزاج،اُس کی افتادِ طبع،اندازِ فکرو عمل اور اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے روشناس ہوتے ہیں۔ (۳)

اسی طرح لفظ "Sketch"جس کا اردو ترجمہ خاکہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق نثار احمد فاروقی رقمطراز ہیں ۔

" اچھے اسکیچ کی تعریف ہی یہ ہے کہ بعض گوشوں کی نقاب کشائی ایسی ماہرانہ نفاست کے ساتھ کی جائے کہ اس شخصیت کاخاص تاثر پڑھنے والے کے ذہن میں خود بخود پیدا ہوجائے۔ا چھا خاکہ وہی ہے جس میں کسی انسان کے کردار وافکار دونوں کی جھلک ہو۔ خاکہ پڑھنے کے بعد اس کی صورت اس کی سیرت اس کامزاج اس کے ذہن کے افتاد اس کا زاویہ فکر اس کی خوبیاں اورخامیاں سب نظروں کے سامنے آجائیں ۔" (٤)

نثار احمد فاروقی نے خاکہ کی جامع تعریف بیان کرتے ہیں ۔جس میں شخصیت کے تاثرات ،نظریات عقائد وافکار ، کردار اورمزاج کے ساتھ ساتھ شخصیت کی خوبیوں وخامیوں کو بھی شامل کیا ہے جو خاکہ کی فنی لوازم کے لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتے ہیں۔خاکہ نگاری کے درج ذیل فنی لوازمات ہیں ۔

۱۔ اختصار ۲۔ واقعہ نگاری ۳۔ شخصیت ٤۔ کردار نگاری

۵۔ منظر کشی ٦۔ حلیہ یا سراپا نگاری ۷۔ تاثر

اسی طرح موضوع ،تشکیل اورفن اجزا کے لحاظ سے ادب کی ہرصنف میں مختلف قسمیں پائی جاتی ہیں۔اسی طرح خاکہ نگاری کی بھی مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

اُردو ادب میں خاکہ نگاری انگریزی ادب سے در آئی ہے ۔ تاریخ شاہد ہے کہ فاتح قوم کی تہذیب وثقافت بھی فتح حاصل کرلیتی ہے ۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان انگریز قوم کے زیرتسلط رہا ۔چنانچہ انگریزی علم وادب کااثر ہندوستانی علم وادب پر خوب بڑا ۔ اردو ادب میں کئی نثری اصناف انگریزی کے توسط سے اُردو ادب میں رائج ہوئیں مثلاً ناول ، افسانہ سوانح، انشائیہ اورخاکہ نگاری۔ دوسری اصناف نثر کی طرح اس صنف نے کم وقت میں مقبولیت اورمستقل صنف کی حیثیت اختیار کرلی ۔

اُردو میں خاکوں کے ابتدائی نقوش اورجھلکیاں تذکرہ نگاری اور بیاضوں میں نظر آتی ہیں ۔ تذکروں میں عموماً شاعر کے مختصر حالات زندگی ، شاعر کے کلام پر مختصر بیان اورشاعر کے کلام کا بیان ہوتا تھا ۔ میر تقی میر کاتذکرہ "نکات الشعراء " منظر عام پرآیا اس کے بعد کے تذکروں میں خاکہ نگاری کے ہلکے پھلکے نقوش ملتے ہیں ۔ تذکرے خاکہ نگاری کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر نہیں لکھے گئے ۔تذکروں کے بعد تذکروں کامجموعہ محمد حسین آزاد کی کتاب " آب حیات" مینخاکہ نگاری کی واضح جھلکیاں ملتی ہیں ۔ اس کے علاوہ عبدالحلیم شرر ، مرزا ہادی رسوا ، خواجہ حسن نظامی کی تحریروں میں ابتدائی نقوش ملتے ہیں ۔

اُردو ادب میں خاکہ نگاری کاآغاز مرزا فرحت کی تحریروں سے ہوتاہے مرزا 20 صدی میں خاکہ نگاری کی طرف مائل ہوئے ۔ ان کا مولوی نذیر احمد پر لکھا گیا خاکہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اُن کے استاد کی یاد میں لکھاگیا بہترین خاکہ ہے جو فنی لوازمات پر بھی پورا اترتا ہے

۔فرحت نے اس کے علاوہ " ایک وصیت کی تعمیل " " دلی کایاد گار مشاعرہ " مختلف خاکے لکھے الغرض ان کے خاکے بعد میں مضامین فرحت کے نام سے شائع ہوئے مرزا فرحت نے گراں قدر تخلیقی کارنامہ پیش کیا ۔ مرزا فرحت کے خاکے منظر عام پر آنے کے بعد ادیبوں نے اپنی توجہ اس صنف پر مرکوز کی ۔ملاواحدی نے علامہ راشدی الخیری کاخاکہ لکھا ۔ آغا حیدر حسن نے "پس پردہ " میں مسز سروجنی نائیڈو ،سید حسن اورمسٹر حیات اللہ انصاری کے خاکے لکھے ۔ اسی زمانے میں خواجہ محمد شفیع دہلوی ، عبدالرزاق کانپوری ، عبدالماجد دریا آبادی اوررشید احمد صدیقی نے بھی شخصی خاکے لکھے ۔ مولوی عبدالحق کے شخصی خاکہ کامجموعہ "چند ہم عصر " کے نام سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا ۔ر شید احمد صدیقی نے جو خاکے لکھے ہیں ان کے فنی وامتیازی خصوصیات سے ادب کاکوئی نقاد انکار نہیں کرسکتا ۔ ان کے خاکوں کے مجموعے "گنج ہائے گراں مایہ " ۱۹۳۷ء ،" ہم نفسان رفتہ " ۱۹۶۶ء اور"خنداں " ہیں ۔ رشید احمد صدیقی نے ایک طویل خاکہ " ڈاکٹر صاحب " کے عنوان سے لکھا جو ۱۹۶۲ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا ان کے علاوہ عصمت چغتائی نے "دوزخی " سعادت حسن منٹو نے تین مجموعے "گنجے فرشتے " ،" لاؤڈ اسپیکر " اور"قلمی شخصیتیں " اوراشرف صبوحی نے "دلی کی عجیب ہستیاں " اوراشرف تھانوی نے "شیش محل "، مالک رام نے "تذکرہ معاصرین " اس کے علاوہ جدید دورکے خاکوں نگاروں میں محمد طفیل ،رئیس احمد جعفری ، عبدالمجید، بشیر احمد اورڈاکٹر انوار احمد اور ان کے استاد ڈاکٹر اے ۔بی اشرف کانام قابل ذکر ہے ۔ اردو کی اس صنف خاکہ نگاری نے کم وقت میں بیسیوں صحرائیوں کی خاک چھان کراپنی ارتقائی منزل حاصل کرلی اوراردو ادب کی مقبول ترین صنف بن گئی ۔

جدید دور کے خاکوں نگاروں میں ایک معتبر نام ڈاکٹر اے ۔بی اشرف کاہے ۔ جو نہ صرف خاکہ نگار ہیں بلکہ افسانہ نگار ، محقق ،نقاد ،سفرنامہ نگار اور ماہر تعلیم کے طورپر جانے جاتے ہیں ۔ان کے خاکوں کا مجموعہ "کیسے کیسے لوگ " کے عنوان سے ۲۰۱۹ء میں سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ اس کتاب کاانتساب انہوں نے "ان عزیزوں اوردوستوں کے نام جن پر ابھی تک کچھ لکھ نہیں سکا " کے نام کیا ہے اس میں چالیس خاکے ہیں جن میں اکثریت کاتعلق اردو ادب سے ہے جنہوں نے براہ راست اُردو ادب کی من جملہ اصناف میں طبع آزمائی کی ان میں نمایاں نام ڈاکٹر سید عبداللہ ، پروفیسر سید وقارعظیم ، فیض احمد فیض ، احمد ندیم قاسمی ،پروفیسر خلیل صدیقی ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، ارشد ملتانی ،عرش صدیقی ، انور سدید ، محسن نقوی ،شیخ رؤف ، سید افتخار حسین شاہ ، ڈاکٹر خلیل طوق آر ، ڈاکٹر انوار احمد اوراصغر ندیم سید ہیں ۔

ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے اُردو ادب کے درخشندہ ستاروں کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں کاخاکہ بھی لکھا جو ادبی محفلوں اوراُردو ادب سے خاصی لگاو رکھتے تھے ۔مشاعروں ، محفلوں اورادبی انجمنوں میں شرکت کرتے تھے ان میں ڈاکٹر سہیل گوئندی اورمسٹر نوبل جان کانام اہم ہے ۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر اے ۔بی اشرف کے دوستوں ،ا ستادوں اورشاگردوں پر خاکے لکھے ان میں نمایاں نام ڈاکٹر انوار احمد کاہے ۔ جن کا خاکہ ڈاکٹر اے ۔بی اشرف مزاحیہ اور شگفتہ اسلوب میں کھینچا ہے جس سے بے ساختہ قاری کے ہونٹوں سے مسکراہٹ ٹپک پڑتی ہے اور لطف اندوزہوتا ہے ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے ایسی شخصیات کی مرقع کشی اورتصویر کشی کی ہے جنہوں نے ڈاکٹراے۔ بی اشرف پرخاص تاثرات مرتب کیے انہوں نے ڈاکٹر اے۔ بی اشرف کی کامیابی کی مشکل منزلیں آسان کی ۔ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف ان سے خاصےمتاثر اورمانوس نظر آتے ہیں اوران سے خاصی لگاؤ رکھتے ہیں ۔ بقول ڈاکٹر اے۔ بی اشرف:

> " میری یہ کتاب ان خاکوں پر مشتمل ہے جو میں اپنی محبوب اورعزیز ،محترم شخصیتوں پر وقتاً فوقتاً لکھتا رہا ہوں --- میں نے توان شخصیتوں کے بارے میں اپنے جذبات واحساسات کولفظوں کاروپ دینے کی کوشش کی ہے ۔" (۵)

ڈاکٹر اے ۔بی اشرف خاکوں کے عنوانات کے جو نام رکھے ہیں وہ بہت بڑی اہمیت کے حامل ہیں جس سے قاری فوراً تجسس مینمبتلا ہو جاتا ہے اورڈاکٹر اے ۔بی اشرف کے ساحرانہ اسلوب کاشکار ہوجاتا ہے مثلاً وہ خاکوں کے نام توصیفی وانفرادی انداز نگارش سے لکھتے ہیں جیسے "عالم باعمل ،معلم بے بدل ،ڈاکٹر سید عبداللہ " ، پیکر مہرووفا ، صدق وصفا ، پروفیسر خلیل صدیقی " ، "محرم نقش وفا "،" کیسے کیسے لوگ " ، نیاز احمد " ،" زمین پر اترا عرش، عرش صدیقی " ،"محسن نقوی آدھا چہر ہ ، آدھا فن "، " دوست ستم گر ، ڈاکٹر انوار احمد " اور" ترکی اور ترکوں کاعاشق ،فرخ سہیل گوئندی " وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ خاکے لکھنے کی ترتیب میں انہوں نے خاصی ماہرانہ انداز نگارش کاثبوت دیا ہے ۔ خاکوں کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ اولاً انہوں نے ان شخصیات کے خاکے ترتیب دئیے ہیں جن سے ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے فیض پایا اور دوسرے نمبر پر انہوں نے دوستوں اورادبی چانشینوں سے لگاؤ رکھنے والوں کے خاکونکاانتخاب کیا اورتیسرے نمبر پرانہوں نے اپنے ہونہار شاگردوں پر خاکہ نگاری کی ہے جن میں نمایاں نام ڈاکٹر انوار احمد کا ہے ۔ ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے جن شخصیات پر خاکے لکھے ہیں وہ ان سے جذباتی عقیدت کااظہار نہیں کرتے بلکہ جو کچھ ان کے مشاہدات وتجربات میں آئی ہے اسی کو لفظوں کی صورت میں ڈھال دیا ہے ۔

بقول ڈاکٹر اے ۔بی اشرف:

> " میر ایہ خاکہ اپنے بے مثال استاد سے محض عقیدت کااظہار نہیں بلکہ اپنے تجربے اورمشاہدے میں آئی ہوئی حقیقتوں کااعتراف ہے ۔" (٦)

ڈاکٹراے۔ بی اشرف خاکہ کشی کرتے وقت اپنے اساتذہ یادوستوں اورشاگردوں کو گویا مقدس ہستی بنا کر نہیں پیش کیا بلکہ بہترین اورعظیم وخوش اخلاق وانسان کے طورپر پیش کیا ہے ان کی توصیفی خصوصیات گنواتے ہوئے انہیں فرشتہ نہیں بنایا بتقاضائے انسان ان کی خامیوں کا ذکر بھی شائستہ اورشگفتہ اسلوب میں کیا ہے ۔ اے بی اشر ف نے اپنے مربی ومحسن ڈاکٹر سید عبداللہ کانقشہ یوں کھینچا ہے ۔

> " ڈاکٹر سید عبداللہ ایسی ہی مثالی اور عہد ساز شخصیت تھے جن کا وجود میرے جیسے ہزاروں شاگردوں کے لیے روشنی کامینار تھا ان کی پوری زندگی ایک مقصد کے تحت بسر ہوئی اورحقیقت یہ ہے کہ وہ اقبال کے فلسفہ عمل کی عملی تفسیر تھے ۔ تدریسی انتظامی ذمہ د اریوں کو بااحسن طریق نبھانے کے بعد جب ریٹائر ہوئے تب بھی ان کی زندگی کالمحہ لمحہ تادم آخیریں علمی وادبی کاوشوں اور ارد و زبان وادب کی ترویج وترقی کی نذر ہوا ۔"(۷)

ڈاکٹراے۔ بی اشرف خاکہ نگاری میں اساتذہ یادوستوں کی تعریفوں کے پل نہیں باندھے اورنہ ہی صفات کاذکر کربڑھا چڑھا کر کیا ہے اورنہ اس قدر طول پر لے گئے کہ آسمان وزمین کے قلابے ملا دئیے ہوں بلکہ وہ راست بازی اورمیانہ روی کادامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ۔ اے بی اشرف خامیوں وکمزور یونکاذکر اس انداز بیان سے نہیں کیا کہ ان کو دھڑام سے نیچے گرایا بلکہ کمزورویوں کاذکر ڈھکے چھپے الفاظ میں کرتے ہیں اوران کی خامیوں وکمزوریوں کو چھپاتے بھی نہیں ہیں ۔ گویا

ان پر سانپ اورلاٹھی کی مثال صادق آتی ہے ۔ ادبیت کے جابجا نقوش ملتے ہیں ۔ ڈاکٹراے ۔بی اشرف ،ڈاکٹر ظہور شیخ کی خوبیوں وخامیوں کاتذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> " شیخ صاحب کوکوئی بات "پچتی " نہیں یعنی ہضم نہیں ہوتی ۔ اگرانہیں کوئی راز کی بات کہی جائے اورساتھ ہی تاکید کی جائے کہ بات نکلے نہیں تو چند گھنٹوں میں وہ بات دوستوں تک پہنچ جائے گی اوراس تاکید کے ساتھ کہ " یار یہ بات آپ کے اورمیرے درمیان ہے " (۸)

ہر انسان کی ذاتی اورسماجی زندگی میں تضاد ضرور پایا جاتا ہے ۔سماجی زندگی تک رسائی خاکہ نگاری کے لیے آسان ہے مگر ان کی ذاتی خانہ داری تک پہنچ بہت مشکل ہوتی ہے اوربعض اوقات ناممکن بھی ہوجاتی ہے ۔ ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے جہاں اپنے اساتذہ کی ذاتی وسماجی زندگی کے پہلو آشکار کیے ہیں وہیں انہوں نے اساتذہ کے تدریسی انداز کو بھی بلا جھجک بیان کیا ہے ۔ا س میں مصلحت کی کوئی بات نہیں ہے ہر استاد کاتدریسی انداز مختلف ہوتا ہے ۔ بڑھانے وسمجھانے کے لیے ہر استاد مختلف طریقے کار اختیار کرتاہے جو ان کا خاصا اورشناخت ہوتی ہے ۔ بعض اساتذہ تدریس کرتے وقت مزاحیہ جملوں سے طلباء کی توجہ حاصل کرلیتے ہیں اوربعض اساتذہ گرجدار انداز سے آتے ہی طلباء پر رعب ڈالتے ہیں ۔ڈاکٹر اے۔ بی اشرف اساتذہ کے تدریسی عمل کی نقل یوں کرتے ہیں ۔

> " سید عبداللہ ٹہلتے ہوئے لیکچر دیتے تھے ،ڈاکٹر عبادت بریلوی اور ڈاکٹر غلام حسین روسٹرم پر کھڑے ہوکر اس فرق کے ساتھ کہ عبادت صاحب طلبہ وطالبات کو دیکھ کر (زیادہ طالبات کو) لیکچر دیتے اورشعر پڑھتے اورذوالفقار صاحب چھت کی طرف دیکھتے ہوئے بے تکان بولتے چلتے جاتے ۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب آتے ہی کرسی پر ڈھیر ہوجاتے ۔"(۹)

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے خاکہ نگاری میں جو انداز نگارش اختیار کیا ہے اس میں واضح شاعرانہ جھلکیاں نظر آتی ہیں یہ شاعرانہ جھلکیاں زیادہ "فیض احمد فیض " اور " محسن نقوی " کے خاکوں میں کچھ زیادہ دکھائی دیتی ہیں اورکہیں کہیں ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے فیض احمد فیض اور محسن نقوی کی شاعری کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کرتے ہیں ان خاکوں میں ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے بعض ایسے اشعار درج کیے ہیں جن سے قاری رومانویت کی جھلک لیتا ہے کہیں کہیں محبت عشق وعاشقی کے آثار نمودار ہونا شروع ہوجاتے ہیں ۔ فیض اور محسن نقوی سے اے بی اشرف خاصی لگاؤ رکھتے ہیں ۔ فیض احمد فیض کے خاکے کاعنوان یوں باندھتے ہیں ۔" میرا محبوب شاعراور شخص۔ فیض احمد فیض " اورمحسن نقوی کایوں لکھتے ہیں ۔" محسن نقوی ۔ آدھا چہرہ ، آدھا فن " ، ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے جو اِن شعراء کے اشعار درج کیے ہیں وہ دل کی نازک تاروں کو چھیڑتے ہیں ۔

ڈاکٹر اے ۔بی اشرف حالات حاضرہ پر بھی تنقید کرتے نظر آتے ہیں وہ جدید دور سے نالاں نظر آتے ہیں ۔ وہ سوسائٹی اورقومی مشغلے پر تنقید کرتے ہیں کہ آج کاانسان کس قدر کھوکھلا اورانصاف ، امانت داری اورشرافت سے خالی ہے ۔ اخلاص کاسایہ تک نہیں ہے محبت اوردوستی کے بلند بے بانگ دعوے حقیقت سے خالی ہیں لوگ پیٹھ پیچھے شکایات اورہر قسم کی عیب گوئی کرتے ہیں غیبت کو ڈاکٹراے۔ بی اشرف قومی مشغلہ قرار دیتے ہیں ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف پر اشوب دور کی عکاسی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

" آج ہم جس سماج میں زندہ ہیں وہ ایک نو دولتیا معاشرہ ہے منافقوں ،بے ضمیریوں اورمفاد پر ستیوں سے پرُ۔ اخلاص ،مروت اورشرافت سے خالی ۔ اکثریت زندگی میں آسائشات سے عاری ومحروم روتے اور بسورتے چہرے یا پھر دہرے چہرے ، اونچ نیچ ، خود غرضی جبر، ظلم اورمفاد پرستی ۔"(۱۰)

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے کہیں بھی خود پر مصلحت کاپہلو غالب نہیں آنے دیا انہوں نے کئی شعراء وادیبوں کو بے نقاب کیا ہے اوران کے راز فاش کیے ہیں بڑی بڑی شخصیات جنہوں نے اپنی شخصیت کے کئی پہلو چھپائے ہوئے تھےڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے ان کے ساتھ رہ کر ، ان کے ساتھ وقت گزار کر اورہم کلام ہو کر ان کے راز اگلوائے ہیں ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے راز کو پانے کے لیے مصنف نے بڑی چابکدستی کامظاہرہ کیا ہے ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری جنہوں نے "اردو نثر کا فنی ارتقاء ، اردو شعراء کے تذکرے وتذکرہ نگاری ،صرف شاعرات اوراردو کی منظوم داستانیں " تصنیف کرکے اردو ادب کی بے لوث خدمت کی وہیں وہ ایک معتبر شاعر بھی ہیں یہ راز ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے پایا ہے جب کہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس کو چھپاتے پھرتے تھے ۔ا سی طرح ڈاکٹراے ۔بی اشرف نے ارشد ملتانی کی محبت کا سراغ لگایا ہے ۔ ارشد ملتانی کی محبت کے راز کو آشکار کرتے ہوئے انہوں نے لکھاہے :

" ملتان کے بعد ارشد کو سب سے زیادہ پیار اپنی اہلیہ زبیدہ خانم سے تھا حالی اور حسرت کی طرح ان کی منزل کامحبوب بھی خود ان کی رفیقہ حیات تھی ۔۔۔ ارشد ملتانی حج کرنے گئے تو اپنی محبوب بیوی کے اصرار پر ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے اپنے ثواب کے لیے نہیں اپنی بیگم کی فرمائش پوری کرنے کے لیے حج کیا۔" (۱۱)

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف مشاہدے وتجربے کی حِس بہت مضبوط ، مربوط اورتیز ہے اورعقاب جیسی تیز دار آنکھوں سے وہ شخصیتوں میں ممتاز کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کی اس حس کے مضبوط ہونے کے دلائل جابجا ملتے ہیں مگر انہوں نے خاکوں میں ایک جگہ اس کا مظاہرہ فنکار انہ انداز میں کیا ہے اورمشاہدے کی حِس کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے دو شخصیتوں میں مماثلت اورمشابہت تلاش کرلی ۔ اقبال ساغر صدیقی کاخاکہ تراشتے ہوئے انہوں نے اس مشابہت کاذکر کیا ہے ۔ عجب اتفاق ہے کہ دونوں کی شخصیتیں ایک جیسی خصوصیات کی مالک ہیں ۔ڈاکٹر اے ۔بی اشرف ، اقبال ساغر صدیقی کے گول مٹول چہرے کانقشہ کھینچتے ہیں ۔

" اقبال ساغر صدیقی خوبصورت انسان تھے ۔ گورے چٹے ، گو ل مٹول ، دلکش چہرہ ، درمیانہ قد ، بھرابھرا جسم ، عرش صدیقی اوران میں بے حد مشابہت تھی ۔ دونوں ایک جیسی شکل وصورت اورایک جیسی شخصیت کے مالک تھے ۔ (۱۲)

یہ مشابہت اورمماثلت نہ صرف ڈاکٹراے۔ بی اشرف کو نظر آئی بلکہ ڈاکٹر انوار احمد نے بھی عرش صدیقی کانقشہ ان الفاظ میں رقم کیا ہے ملاحظہ ہو :

" میں سکول کاطالب علم تھا جب میں نے ایک گول مٹول ،خوبصورت اورخوش پوش شخص کو اپنے محلے نواں شہر میں لپاک چھپاک آتے جاتے ،خوبصورت اورباوقار بیوی کے ساتھ سکوٹر چلاتے دیکھا ۔ جس پر پھر پیارے پیارے بچوں کااضافہ بھی ہوتا گیا ۔"(۱۳)

ڈاکٹر اے۔ بی اشرف کے خاکوں میں جگہ جگہ ملتانی تہذیب وثقافت ، شخصیات ، واقعات اورحالات کی جھلکیاں ملتی ہیں جن سے قاری کو ملتان کی قدیم وجدید تہذیب وثقافت اورتاریخ سے شناسائی ہوتی ہے اورقاری کی معلومات میں اضافے کاباعث بنتی ہے ۔ داکٹراے۔ بی اشرف نے ملتان کی ادبی محفلوں وانجمنوں کاتذکرہ کیا ہے اوربعض تاریخی حوالے بھی درج کیے ہیں ۔ اے بی اشرف نے قارئین کے لیے یہاں ایک ہوشر بابت کاذکر کیا ہے جس سے قاری میں حیرت کی لہر دوڑ جاتی ہے ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے ملتان کی پرانی تاریخوں کاحوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

" زمانہ قبل از اسلام میں یہاں ایک ایسا بت بھی تھا جس کا چہرہ چاروں طرح سے ایک ہی دکھائی دیتاتھا اس کی پشت تھی ہی نہیں ۔"(١٤)

ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے تمام خاکوں میں قارئین کی دلچسپی قائم رکھنے کے لیے اور اکتاہٹ سے بچانے کے لیے جگہ جگہ مزاحیہ عناصر کااہتمام کیا ہے وہ مختلف انداز سے مزاح پیدا کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ۔ڈاکٹراے۔ بی اشرف کہیں مزاحیہ جملوں کا استعمال کرتے ہیں اورکہیں واقعاتی انداز میں مزاج تخلیق کرتے ہیں اور کہیں بالکل مزاحیہ کردار شامل کرکے لطیف مزاح تخلیق کرتے ہیں اوردلچسپی کاعنصر جنم لیتا ہے ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے مزاحیہ انداز اختیار کرکے شخصیات کے چھپے گوشوں کو بے نقاب کیا ہے اور دلچسپی کاسامان مہیا کیاہے ۔ڈاکٹر انوار احمد کاخاکہ کھینچتے وقت انہوں نے مزاحیہ انداز اختیار کیا ہے جس سے ان کی شخصیت کے مخفی پہلو ونمایاں ہوئے ہیں۔

" جب انوار کے یہاں دوبیٹیوں کے بعد بیٹا پیدا ہوا تو عرش صدیقی صاحب نے پوچھ لیا۔" بیٹے کا کیا نام رکھا ہے ؟ انوار نے کہا کہ ابھی سوچ رہے ہیں ۔ عرش صاحب نے از راہ تفنن ان کے ایک بہت بڑے مخالف کانام لیتے ہوئے کہا کہ وہ نام رکھ لو ۔انوار نے فوراً کہا " اگر حلال کانہ ہوتا تو ضرور رکھ لیتا ۔" (١٥)

دوسری جگہ ڈاکٹراے۔ بی اشرف ، ڈاکٹرانوار احمد کے انداز گفتگو اورشخصیات کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

" انوار صاحب ہمیشہ حزب اختلاف میں رہتے ہوئے بھی فائدہ اٹھانے میں بڑے ماہر ہیں مولانا فضل الرحمن کی طرح ۔یوسف رضا گیلانی کے خلاف الیکشن لڑنے کا اعلان کیا مگر جب وہ وزیر اعظم بنے تو انہی کے احکامات سے مقتدرہ قوم زبان کے صدر نشین ہوئے اوران سے اپنے ادارے کے لیے کروڑوں روپےکے فنڈ بھی حاصل کیے ۔"(١٦)

فنی لحاظ سے ڈاکٹراے۔ بی اشرف کے خاکے بہت عمدہ ہیں اے بی اشرف نے فنی لوازمات واجزاء کو مد نظر رکھ کر خاکے تخلیق کیے ہیں خاکے کے فن میں سب سے زیادہ اہمیت اوراولیت اختصار کو حاصل ہے ۔ جدید دور کے پر اشوب اورمصروف ترین دور میں اختصار کی اہمیت اورزیادہ بڑھ گئی ہے ۔ ڈاکٹر بشیر سیفی نے اختصار کو مد نظر رکھ کر خاکہ کی یوں تعریف کی ہے ۔

" خاکہ ایسا تخلیقی مضمون ہے جس میں کسی فرد کی شخصیت کے اہم پہلوؤں کو ذاتی حوالے سے اختصار کے ساتھ پیش کیاگیا ہو۔" (١٧)

ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے اپنے خاکوں میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مختصر الفاظ کے ساتھ ساتھ شخصیت کے خاص اورچیدہ چیدہ پہلوؤں کو مد نظر رکھ کرخاکے تخلیق کیے ہیں ۔

ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف نے "مسٹر نوبل " کاخاکہ اس انداز میں کھینچا ہے جیسے دریا کو کوزے میں بندکردیا ہو ۔ مختصر مگر جامع الفاظ کااستعمال کرکے شخصیت کے تمام پوشیدہ پہلوؤں کو بے نقاب کیا ہے افسانے اورڈرامے کی طرح خاکے میں دوسرے نمبر پر "وحدت تاثر " کو اہم مقام حاصل ہے ایک افسانہ نگار پلاٹ ، کردار اورواقعہ کو اس انداز میں ترتیب دیتا ہے کہ ایک مخصوص وحدت تاثر پیدا ہوسکے ۔ خاکے میں وحدت تاثر پیدا کرنے کے لیے پہلے شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو زیادہ اہمیت حاصل ہے جو خاکے کی بنت میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے ڈاکٹرا ے ۔بی اشرف نے خاکوں میں واقعات کی ترتیب اورشخصیت کے نقوش اس انداز سے ترتیب دیئے ہیں کہ ابتدائی تاثر آگے زیادہ سے زیادہ تیز تر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ "دوست وفا پر ست: غلام قادر آزاد " کے خاکے میں وحدت تاثر کی جھلکیاں واضح معلوم ہوتی ہیں ۔ اور یہ تاثر پیدا کرنا کوئی آسان کھیل نہیں ہے اس کو مشکل فن قرار دے کر گویا پل صراط سے گزرنے کے برابر قرار دیا گیا۔

خاکہ نگاری میں ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف نے واقعاتی انداز کا استعمال بھی بھر پور کیا ہے کیونکہ خاکہ میں شخصیت کی تمام خصوصیات کاذکر تفصیلاً نہیں کیا جاسکتا اورنہ ہی ایک ایک خصوصیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاسکتا ہے خاکہ نگار شخصیت کی زندگی میں سے چیدہ چیدہ واقعات کا انتخاب کرکے اس کے تمام پہلوؤں کو نکھار دیتاہے ۔مثال کے طو رپر شخصیت کی سیرت کے متعلق سینکڑوں واقعات ہوں گے مگر خاکہ نگار ایک دواہم واقعات کاانتخاب کرے گا جس میں شخصیت کے تمام پہلو و ں در آئیں ۔ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف نے محسن نقوی کی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے دو تین اشعار بیان کرکے تمام پہلو ؤں واضح کردیتے ہیں ۔ اسی طرح ڈاکٹر انوار احمد کی شخصیت ،عادات واطوار ، طبیعت ،مزاج واخلاق کو واضح کرنے کے لیے دو اہم واقعات کاانتخاب کیا ہے جس سے انوار احمد کی سیرت نمایاں ہوگئی ۔

خاہ کے جملہ عناصر ترکیبی میں کردار نگاری کو بھی خاص اہم ہے خاکہ کاعنوان کوئی بھی شخصیت ہوتی ہے یہ شخصیت انفرادی اورممتاز خصوصیات کی مالک ہوتی ہیں ان کی خصوصیات کو بیان اوربے نقاب کرنا ہی دراصل خاکہ نگار کافرض ہوتاہے ۔ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف فن خاکہ نگاری کے اس جز کردار نگاری کاخوب استعمال کیا ہے،ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے عموماً ایسے کردار کاچناؤ کیا ہے جو خاص وصف اورغیر معمولی صلاحیت جیسی نعمتوں سے مالا مال ہیں جن کے کردار کے بدولت اُردو زبان کی ترویج وترقی میں تیزی آئی ۔ ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف نے ایسے کردار پیش کیے ہیں جو انسانیت اور ادب سے خاصی لگاؤ رکھتے ہیں ان کے کردار سے انسانیت کی خوشبو آتی ہے ۔ تہذیب وثقافت ان میں رچی بسی ہوئی ہے ۔ شعار انسانیت سے بھر پور ہیں اورملکی وقومی اورلسانی ترقی میں کوشاں نظر آتے ہین روشن خیالی اورانسانیت ان کے نزدیک سب سے بڑا مذہب ہے ۔ڈاکٹرا ے۔ بی اشرف ،ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے کردارکو یوں رقم کرتے ہیں ۔

> " فرمان صاحب میں بے پناہ خوبیاں ہیں لیکن ان سب خوبیوں کو تازہ خون ان کی شخصیت کی دلکشی ، فراواں خلوص اورجذبے کی شدت سے ملتا ہے وہ نہ تو گروہی سیاست کے قائل ہیں نہ ان میں لسانی یاصوبائی تعصب ہے نہ علمی تفاخر ہے ، نہ فضیلت کاغرور ، وہ تو ایک سادہ دل انسان ہیں۔انسان دوستی ان کا ایمان ہے روشن خیالی اورترقی پسندی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔"(۱۸)

کردار نگاری کے ساتھ ساتھ سراپا نگاری بھی خاکہ میں خاص مقام رکھتی ہے ۔ خاکہ نگاری میں شخصیت کے خدوخال عادات واطوار ،چال چلن اورانداز گفتگو کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔" کیسے کیسے

لوگ" میں سراپا نگاری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے خاکوں میں جو شخصیات کے خدوخال بیان کیے ہیں وہ اس تندوتیز اورخوبصورت الفاظ میں بیان کیے ہیں جس سے قاری کے دل میں ان شخصیات سے ملنے کی جستجو اورتڑپ پیدا ہوتی ہے ۔ ان شخصیات سے روبرو ملنے اورملاقات کی حسرت جنم لیتی ہے ۔ڈاکٹر اے۔ بی اشرف خاکہ نگاری میں جگہ جگہ سراپا نگاری کے عمدہ نقوش چھوڑے ہیں اورشخصیات کے خدوخال بیان کرنے میں کلیدی الفاظ کاچناؤ کرتے ہیں ڈاکٹراے۔ بی اشرف ترک نژاد ڈاکٹر جلال صوئیدان کے حلیے کوپُر کشش لہجے میں بیان کرتے ہیں ۔

> " لمبا سیدھا قد ، گورا چٹارنگ ، سیاہی اورسفیدی کاامتزاج بڑھے ہوئے لمبے لمبے بال ، بلوریں آنکھیں ، سجل ، سمارٹ نوجوان ، شلوار قمیض پرواسکٹ اورپاؤں میں پشاوری چپل پہن لے تو ہمارے پختون خوا گھبرو پٹھان لگے ۔ نام کاجلال مگر نرّا جمال ہی جمال ۔" (۱۹)

ڈاکٹر اے ۔بی اشرف نے خاکوں میں منظر کشی کی دلکش اورخوبصورت تصویریں کھینچی ہین ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف نے ایسے خوبصورت مناظرجہاں براہ راست فطرت سے سامنا ہوتا ہے اورانسان اپنی کھوئی ہوئی دنیا میں غرق ہو جاتا ہے ۔ ان مناظر میں اس قدرخوبصورتی ،کشش اورجازبیت ہے کہ قاری ان مناظر کودیکھنے کے لیے بے تاب ہوجاتا ہے اوربعض مارشل لاء دور کی عکاسی بھی نظر آتی ہے جو خصوصاً ادباء کے لیے پر اشوب دور تھا تو ان مناظر کا تصور کرتے ہوئے قاری پر ُخطر اورپُر فتن سوچوں میں گم ہوجاتا ہے کیونکہ اس دور میں ادیبوں ، صحافیوں اورحکومت وقت پر تنقید کرنے و الوں کو اذیت ناک اورعبرت ناک سزاؤں کاسامنا کرنا پڑا ۔ مگرڈاکٹر اے ۔بی اشرف اپنے قارئین کو مختلف ذائقوں سے آشنا کرتے ہیں اورادبی محفلوں کے بعد جب لذیذ کھانوں اورانواع واقسام کی ڈشزکاتذکرہ کرتے ہیں تو بے ساختہ قارئین مینبھوک کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں اور منہ سے پانی ٹپکنے لگتا ہے ڈاکٹراے۔ بی اشرف ترکی کے ایک ریسٹورنٹ کاتذکرہ کرتے ہیں اورانواع واقسام کے کھانوں کاذکریوں کرتے ہیں ۔

> " جہاں دنبے کی پسلیوں میں بادام اورچلغوزے ملے چاول بھر کر اسے تندور میں روسٹ کیا جاتا ہے ۔ یہ ترکی کے مشرق کی طرف کاروایتی اورپسندیدہ کھانا ہے اس کے علاوہ کئی قسم کے کباب ، تکے ، کڑاہی ، قورمہ اور خاص طورپر سوجی کا مزیدار حلوہ اورجھاگ والی لسی ، چاندی کے کٹوروں میں پیش کی جاتی ہے۔"(۲۰)

خاکہ نگاری میں اسلوب ،انداز ِنگارش اورزبان کو خاصی اہمیت حامل ہے ڈاکٹراے ۔بی اشرف نے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ سنجیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ دلکش ، جاذب اورپُر تاثر وتجسس ہے ۔ اظہار ِخیال خوبصورت پیرائے میں کیا ہے طنز یہ ومزاحیہ انداز قاری کو گرفت میں لے لیتا ہے اوردلچسپ اورحیر ت انگیز انکشافات قاری کو اپنا اسیر کرلیتے ہیں ۔ ملتان کی تہذیبی وثقافتی جھلکیاں علم میں اضافے کا باعث ہیں ،ان کے انداز اظہار میں انا کی جھلکیاں کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ۔ ڈاکٹراے۔ بی اشرف شخصیات کی کمزوریوں کاتذکرہ کرکے تمسخر اورطنز نہیں کرتے بلکہ فنِ خاکہ نگاری کاحق ادا کرتے ہیں اورجابجا رنگا رنگ اسلوب کی جھلکیاں ملتی ہیں ڈاکٹر اے ۔بی اشرف کااسلوب نہایت شاندار ، پرکشش ، پُرمزہ ، پُرلطف ،پُر تجسس اورہرا ہرا ہے، دلچسپی اورمنظر کشی اس میں مزید اضافہ کردیتی ہیں ۔الغرض زبان وبیان کی تمام خوبیاں اس میں سمائی ہوئی ہیں ۔

ڈاکٹر اے ۔بی اشرف اُردو ادب کے ایک معروف و معتبر محقق ، نقاد ، افسانہ نگار ، سفر نامہ نگار اور ماہر تعلیم ہیں 'کیسے کیسے لوگ "ڈاکٹر اے۔ بی اشرف کی خاکوں پر مشتمل ایک عمدہ

تصنیف ہے ،قدیم وجدید شعراء ، علماء وادباء کے خاکے اس کی اہمیت میں اضافے کا باعث ہیں ۔ڈاکٹر اے۔ بی اشرف نے خاکے تحریر کرکے قدیم وجدید شعراء کے نقوش اورمٹتی ہوئی ملتان کی قدیم تہذیب وثقافت کو نئی سانسیں دیں اورساتھ ساتھ قارئین کے لیے ملتان کی تاریخ کے حوالے دے کر معلومات بہم پہنچائی۔ طنزیہ ومزاحیہ واقعات ، شگفتہ جملے اور خوبصورت مکالمے دلچسپی کاباعث ہیں ۔"کیسے کیسے لو گ"(خاکے)ڈاکٹر اے۔ بی اشرف کابہترین شاہکار ہے ۔ ادباء کاتذکرہ ،سرائیکی واُردو کے حسین امتزاج جملے ، رقص ، سرور ، ادبی محفلوں کے رنگ ، خوبصورت حسین منظر کشی ،رنگا رنگ اسلوب اورشاعر انہ جھلکیاں اس کے حسن کو نکھار دیتے ہیں۔"کیسے کیسے لوگ " جیسا شاہکار فن پارا ، لکھ کر مصنف نے شہرت دوام حاصل کی ۔یہ بہترین تخلیق پارہ اُردو خاکہ نگاری کی روایت میں ڈاکٹراے۔ بی اشرف کانام زندہ رکھنے میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے ۔

حوالہ جات

۱۔ صابرہ سعید ، ڈاکٹر ، "اردو ادب میں خاکہ نگاری " ، (لاہور،زبیر بکس ، اردو بازار ، ۲۰۱۷ء)،ص: ۵۷

۲۔ سلیم اختر ، ڈاکٹر ،"تنقیدی اصطلاحات " ، (لاہور،سنگ میل پبلی کیشنز ،۲۰۱۰)،ص: ۱۱۷

۳۔ ہاشمی ، رفع الدین ، "اصناف ِادب " ،(لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز ،۲۰۱۸)،ص: ۱۷۲

٤۔ نثار احمد فاروقی ،"دیدودریافت " ،(دہلی، آزاد کتاب گھر ،۱۹۶۴) ، ص: ۷۸

۵۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر " کیسے کیسے لوگ" (خاکے) ،(لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز ،۲۰۱۹)،ص: ۷

٦۔ اے بی اشرف ، ڈاکٹر ، "عالم باعمل ، معلم بے بدل ،ڈاکٹر سید عبداللہ ، مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ " (خاکے)،ص: ١٦

۷۔ ایضاً،ص: ۸

۸۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ،"دوست آن باشد " ،مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ (خاکے) ،ص:١٦٠۔١٦١

۹۔ اے بی اشرف ، ڈاکٹر ، "میرے محسن ومربیّ استاد ، پروفیسر وقار عظیم " ،مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ۲۰

۱۰۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ، " یک چہرہ انسان : اقبال ساغر صدیقی ،مشمولہ،" کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ۱۸۔۱۱۹

۱۱۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ،" مہرووفا کی تصویر ، ارشد ملتانی "،مشمولہ،" کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ۸۸

۱۲۔ اے بی اشرف ، ڈاکٹر ، " یک چہر ہ انسان ، اقبال ساغر صدیقی " ،مشمولہ،" کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ۱۱۹

۱۳۔ انوار احمد ، ڈاکٹر ،" عرش صدیقی ۔۔۔ شعور وادراک کے پرچا ک جذباتی انسان " ، مشمولہ،"یاد گار زمانہ ہیں جو لوگ " (خاکے) ، (جہلم بک کارنر ،۲۰۲۱)،ص: ۵۸

١٤۔ اے بی اشرف ، ڈاکٹر ، " یک چہرہ انسان: اقبال ساغر صدیقی " ، مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ " ،(خاکے) ،ص: ١٢٠

١٥۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ،" دوست ستم گر ، ڈاکٹر انوار احمد "،مشمولہ،" کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص:٢٢٢

١٦۔ ایضاً ،ص: ٢٢٤

١٧۔ بشیر سیفی ، ڈاکٹر ،" خاکہ نگاری ، فن تنقید "، (لاہور،نذیر سنز پبلی کیشنز ،١٩٩٣)،ص: ١٧

١٨۔ خلیق انجم ، ڈاکٹر ، (مرتب) ، " مولوی عبدالحق (ادبی ولسانی خدمات) " ،(دہلی، انجمن ترقی اردو ہند ، ١٩٩٣ء)،ص: ٤٠، ٤١

١٩۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ، " محرم نقشِ وفا : ڈاکٹر فرمان فتح پوری " ،مشمولہ،" کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ٤٧

٢٠۔ اے بی اشرف ، ڈاکٹر ،" ترک نثراد اردو دان: ڈاکٹر جلا ل صوئیدان "،مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ " (خاکے) .ص:٢٠٦

٢١۔ اے بی اشرف ،ڈاکٹر ،" غم خوار جان درد مند ، عطا ء الحق قاسمی " ،مشمولہ،"کیسے کیسے لوگ " (خاکے) ،ص: ١٧١